مؤتمر اسلامی میں شاہ فیصل کی تقریر

ترجمہ: عمر فاروق مودودی

(گذشتہ حج کے موقع پر رابطۂ عالمِ اسلامی کے تحت مکہ معظمہ میں جو موتمر عالم اسلامی منعقد ہوئی تھی اس کا افتتاح کرتے ہوئے شاہ فیصل نے حسبِ ذیل تقریر کی تھی:)

اس موتمر کا افتتاح اللہ بزرگ و برتر کے نام کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے اور کامیابی سے ہمکنار کرے۔

برادرانِ اسلام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ اپنی اس موتمر کا انعقاد حرم محترم میں اللہ کے گھر کے جوار میں اور اس پاک شہر کی تقدس مآب فضاؤں میں کر رہے ہیں جہاں سے اسلام کا نور پھوٹا اور جہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی۔ برادرانِ گرامی آپ جس موتمر کا انعقاد کر رہے ہیں وہ عام روایتی قسم کی مُوتمر نہیں ہے، بلکہ آپ کو اس مُوتمر میں دنیا بھر کے مسلمانوں کے مسائل پر غور کرنا ہے۔ تمام دنیا کے مسلمانوں کی نظریں اس وقت آپ پر لگی ہوئی ہیں۔ وہ یہ امید رکھتے ہیں کہ یہ موتمر ایک عہد جدید کا آغاز ثابت ہوگی ـــــ ایسا عہدِ جدید جس میں مسلمان راہِ حق میں قدم بڑھائیں گے اسلام کے لیے کام کرنے والوں کی ٹھیک ٹھیک رہنمائی کریں گے، اور کتاب اللہ اور سنتِ رسُولؐ کی طرف دعوت دیں گے۔

برادرانِ کرام! آج مسلمان جس امتحان سے دوچار ہیں، تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی ماضی میں مسلمانوں کا سابقہ کھلے کھلے دشمنوں سے تھا جو باہر سے حملہ آور ہوتے تھے اور مسلمان ان کے مقابلے میں برسرِ پیکار ہوتے تھے۔ مگر آج ہم کچھ ایسے مصائب میں گرفتار ہیں جو ہمارے اپنے ہی ہاتھوں کی پیدا وار ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ حضرات کو اسلام اور مسلمانوں کی موجودہ صورتِ حال کا پورا اندازہ

ہو گا۔ اس لیے میں اس ذکر کو طول نہیں دینا چاہتا۔ جو کچھ میں جانتا ہوں، آپ بھی جانتے ہیں بلکہ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔

برادرانِ گرامی! اس مؤتمر میں آپ ہر خطۂ ارض کے مسلمانوں کی امیدوں کا مرکز ہیں۔ اس لیے ہم سب پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ سال کے سال حج بیت اللہ کی صورت میں اس خداداد موقعے سے فائدہ اٹھائیں، اپنے عوارض کا علاج کریں، اپنے مسائل کا حل سوچیں، اپنے معاملات کی اصلاح کریں، امورِ دین میں غور کریں اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس امت کی خدمت کا جو فرض ہم پر عائد ہوتا ہے، اسے بجا لائیں۔

برادرانِ کرام! ہم بحیثیتِ قوم اور بحیثیتِ حکومت، اس ملک میں آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے حضور میں دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور آپ کو اپنے ان بندوں میں شامل کرے جن کے بارے میں اس نے فرمایا ہے "الذین ان مکنّٰھم فی الارض اقاموا الصلٰوۃ واٰتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر"۔ اللہ مملکت عربیہ سعودیہ کے باشندوں اور اس کی حکومت کو آپ سب کے درمیان دعوتِ حق کا سب سے زیادہ سرگرم کارکن ہونے کا شرف عطا فرمائے اور توفیق بخشے کہ ہم امتِ اسلامیہ کی زیادہ سے زیادہ خدمت اور اس کا بول بالا کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔ اللہ ہماری امیدیں برلائے اور ہمارے لیے راہِ حق کو روشن کر دے۔

برادرانِ کرام! آج ہم اس امت میں تفرقے، خانہ جنگیاں اور اختلافات دیکھ رہے ہیں۔ یہ اختلافات اور آپس کے جھگڑے ایک خطرۂ عظیم کا پیش خیمہ ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ جب ہمارے پاس اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت موجود ہے تو پھر یہ تفرقے اور اختلافات کیوں؟ کتاب اللہ اور سنتِ رسول کی موجودگی میں تو ہم سب کو اپنے تمام معاملات میں کتاب و سنت ہی کا فیصلہ حاصل کرنا چاہیے۔ دینِ اسلام، جیسا کہ آپ جانتے ہیں، ترقی، قوت، عدالت اور مساوات کا علمبردار ہے۔ کسی نظام اور کسی انسانی قانون کے لیے یہ ممکن نہیں ہے

کہ وہ ویسا نظم و ضبط پیدا کر سکے جیسا نظم و ضبط اسلام پیدا کرتا ہے۔ نہ کوئی نظام اور انسانی قانون ازل سے لے کر ابد تک کے انسانی تقاضوں کو اس حد تک پورا کر سکتا ہے جس حد تک اسلام پورا کرتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہم مسلمان ہوتے ہوئے، اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اسوۂ رسول کی پیروی کرتے ہوئے، انسان کے بنائے ہوئے قوانین اور دساتیر میں پناہ ڈھونڈتے ہیں؟ وہ قوانین اور دساتیر جو ہمارے اصولِ دین سے ٹکراتے ہیں؟

حضرات! بلاشبہ اسلام مسلمانوں کی تنظیم کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتا، مگر یہ تنظیم کتاب و سنّت سے مستنبط ہونی چاہیے۔ اس لیے ہمیں اپنے معاملات کی تنظیم اس انداز سے کرنی چاہیے جس سے ان کی اصلاح ہو سکے اور ایسا کرتے ہوئے ہمیں کتاب و سُنّت کی پیروی کرنی چاہیے۔ البتہ بسا اوقات یہ مشکل پیش آتی ہے کہ ہم کتاب اللہ اور سنّتِ رسول کو سمجھنے میں ناکام رہتے ہیں۔ ہماری نظر کتاب و سُنّت کی تعلیمات کی گہرائیوں تک نہیں پہنچتی۔ ایسے وقت میں ہمیں تلاش و جستجو سے کام لینا چاہیے اور مجھے یقین ہے کہ مسلمانوں کے فاضل علماء مسلمانوں کی تفہیم کا فریضہ ادا کریں گے۔ اور شریعت کے غوامض اس طرح کھول کر بیان کر دیں گے کہ مسلمانوں کا ہر فرد ان تک رسائی پا سکے۔

حضرات! آج اسلام اور مسلمانوں کو جن نت نئی تحریکات، تباہ کُن نظریات اور دینِ محمدی علیٰ صاحبہا افضل التحیّات سے متصادم مذاہب کا مقابلہ کرنا پڑ رہا ہے، میں ان کے ذکر کو طول نہیں دینا چاہتا۔ البتہ اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس مصیبت کو جس چیز نے دوچند کر دیا ہے، وہ یہ ہے کہ ہم مسلمانوں کی اپنی ہی صفوں وہ لوگ موجود ہیں جو ان تباہ کن اور اسلام سے متصادم نظریات کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں، ان کی تبلیغ کر رہے ہیں اور مسلم اقوام کے سروں پر انہیں مسلط کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔

حضرات! مجھے علم ہے کہ ہمیں اپنی اس دعوتِ اسلامی کے سلسلے میں ایسے لوگوں سے بھی سابقہ پڑے گا جو آ کر ہم سے اُلجھیں گے، ہم پر تنقیدیں کریں گے اور ہو سکتا ہے کہ کبھی ہمارے

خلاف مخالفت کا طوفان بھی اٹھائیں۔ لیکن بحول اللہ وقوتہٖ ہم ہرگز ان مزاحمتوں کے سامنے سرِ تسلیم خم نہیں کریں گے۔ ہم اللہ کے دین کی خدمت کے لیے اپنی جانیں وقف کر چکے ہیں اور بقدر امکان واستطاعت اس کی رضا کی خاطر جدوجہد کرنے کا عزم کر چکے ہیں۔ اب جو الجھنا چاہے وہ اُلجھے اور جو حملہ آور ہونا چاہے وہ حملہ آور ہو۔ ہم نہ جھکیں گے، نہ گالی کا جواب گالی سے دیں گے، بلکہ اللہ سے ان کے لیے ہدایت کی دعا کریں گے اور اس قولِ ماثور پر اکتفا کریں گے:
"اللّٰھم اھد قومی فانھم لا یعلمون"

حضرات! مملکتِ عربیہ سعودیہ بحیثیتِ قوم وحکومت کرۂ ارض پر بسنے والے اپنے تمام مسلمان بھائیوں کی تائید وحمایت کرتی ہے اور ہم اپنے مسلمان بھائیوں سے بھی یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے معین ومددگار ہوں گے اور ہر اس کام میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں گے جس میں ان کے لیے دین اور دنیا کی بھلائی ہو۔

مسلمان اس وقت دو گروہوں میں منقسم ہیں: ایک گروہ ان مسلمانوں کا ہے جو اپنے اپنے ملکوں میں خود مختار ہیں۔ ان پر فرض ہے کہ وہ اپنے معاملات کتاب وسنّت کے مطابق چلائیں اور مسلمانوں کے مسائل کو حل کرنے کی جو ذمّہ داری ان پر عائد ہوتی ہے اُسے ادا کریں، خواہ وہ مسائل ان کے اپنے ملک کے ہوں یا دوسرے ممالک کے مسلمانوں سے تعلق رکھتے ہوں۔ اب رہا دوسرا گروہ تو وہ ان اقلیات پر مشتمل ہے جو ایسے ممالک میں آباد ہیں جن کی اکثریت غیر مسلم ہے۔ انہیں شرعی احکام کی پیروی کرنی چاہیے اور اپنے دین کی جو خدمت بھی ان پر واجب ہے اسے بجا لانا چاہیے۔ ہم اپنے ان بھائیوں سے یہ نہیں کہتے کہ وہ اپنی اپنی حکومتوں کے خلاف بغاوت کر دیں یا کسی قسم کی بدنظمی پیدا کریں۔ لیکن جہاں تک ان کی اپنی ذوات ونیات وعقائد کا تعلق ہے، انہیں کتاب اللہ اور سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنا چاہیے۔ اور جو ان کے ساتھ صلح وآشتی کا برتاؤ کرے، انہیں بھی اس کے ساتھ صلح وآشتی کا برتاؤ کرنا چاہیے۔ انہیں دہشت انگیز اور تخریب پسند عنصر نہیں بننا چاہیے۔

حضرات! آج کے دن جس کے لیے ہم بارگاہِ خداوندی سے امید وار ہیں کہ احیاء اسلامی کا نقطۂ آغاز ثابت ہو، مَیں چاہتا ہوں کہ مملکتِ عربیہ سعودیہ کی سیاسی پالیسی اپنے بھائیوں کی خدمت میں پیش کروں اور اس کی وضاحت کر دوں۔

ہماری سیاسی پالیسی اپنی سابقہ ڈگر سے سرِ مُو منحرف نہیں ہوئی ہے ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ ہیں خواہ وہ کسی خطہ یا کسی مقام میں آباد ہوں۔ ہم اپنی تمام تر قوت کے ساتھ مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد پیدا کرنے اور ان کو زیادہ سے زیادہ ایک دوسرے کے قریب لانے کے لیے کوشاں ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ہماری کوشش یہ بھی ہے کہ ان تمام موثرات اور عوامل کا ازالہ کیا جائے جو مسلمانوں کے باہمی تعلقات کو خراب کر رہے ہیں۔ ہم مسلمان سربراہوں کی کانفرنس کی تحریک کی تائید کرتے ہیں تاکہ عالمِ اسلام کی یہ مقتدر اعلیٰ ہیئت مسلمانوں کے معاملات اور مسائل میں غور و فکر کرے اور مِل جُل کر ان کی اصلاح کرے۔

جہاں تک سیاست عرب کا تعلق ہے، ہماری پالیسی عرب لیگ کے دائرے میں رہتے ہوئے اخوت، محبت اور تعاون کی پالیسی ہے۔ ہم اپنے عرب بھائیوں کے دکھ سکھ کے ساتھی ہیں۔ اللہ کی نصرت اور حمایت شاملِ حال رہی تو ہم ہر آڑے وقت میں صفِ اوّل میں ہونگے۔ اپنے عرب بھائیوں سے ہم جو کچھ بھی امید رکھتے ہیں وہ صرف اتنی ہے کہ وہ ہمیں چشمِ اخوت و محبت سے دیکھیں اور ہمارے لیے تکالیف اور مشکلات کا سرچشمہ نہ بن جائیں۔

بین الاقوامی سیاست میں ہم اقوام متحدہ کے رکن ہیں اور اس کے میثاق کا احترام کرتے ہیں۔ اقوامِ متحدہ کی جنرل کونسل میں جو مسائل بھی زیرِ بحث آتے ہیں، ہم ان میں حق اور انصاف کا ساتھ دیتے ہیں۔ بڑی طاقتوں کے اختلافات اور نزاعات میں ہمارا موقف غیر جانبداری کا موقف ہوتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم جس چیز کو حق سمجھتے ہیں اس کی حمایت کرتے ہیں۔ جن مسائل کا تعلق بنی نوعِ انسان کی فلاح و بہبود اور عالمی امن سے ہوتا ہے، ہم ان میں خاص طور پر دلچسپی لیتے ہیں۔

داخلی امور میں ہمارا اوّلین مطمح نظر اللہ کی کتاب اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کا نفاذ ہے۔ ہماری کوشش یہ ہوتی ہے کہ ہم اپنے معاملات اور مسائل کا حل کتاب و سنت سے اس طور پر استنباط کر کے نکالیں کہ وہ استنباط کتاب و سنت کے دائرے سے باہر نہ چلا جائے۔

حضرات! ہم چاہتے ہیں کہ اپنے ملک اور اپنی قوم کو بھرپور ترقی، خوش حالی اور اصلاحات سے ہمکنار کریں۔ ہم آگے بڑھ رہے ہیں اور اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں کہ راہ کی تمام تر سختیوں اور مشکلات کے باوجود آگے بڑھتے رہیں گے۔ حکومت نے جو اصلاحات کی ہیں اور ملک کو جس خوشحالی سے ہمکنار کیا ہے، میں آپ کے سامنے اس کی تفصیل بیان نہیں کرنا چاہتا۔ کیونکہ آپ خود اسے دیکھ سکتے ہیں۔

برادرانِ کرام! اس جگہ میں کوئی سیاسی مسئلہ چھیڑنا نہیں چاہتا۔ مگر ایک مسئلہ ایسا ہے جس سے تغافل یا تجاہل برتنا میرے لیے ممکن نہیں ہے۔ اور یہ مسئلہ آپ کا اپنا مسئلہ ہے میں اس مسئلے سے کسی علاقائی یا سیاسی بنیاد پر بحث نہیں کرنا بلکہ میں اس مسئلے کو ایک اسلامی مسئلے کی حیثیت سے پیش کرتا ہوں جو سیتۂ گیتی پر لیسنے والے ہر مسلمان کے لیے اہمیت رکھتا ہے۔ یہ مسئلہ فلسطین کا مسئلہ ہے جسے غصب کر لیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ فلسطین کا مسئلہ نہ سیاسی ہے نہ اقتصادی بلکہ یہ ایک انسانی اور اسلامی مسئلہ ہے۔ ایک قوم پر اس کے اپنے وطن میں حملہ کیا گیا، اسے اس کے گھروں سے نکال باہر کیا گیا، آج وہ دنیا بھر میں بکھری ہوئی دربدر بھیک مانگتی پھرتی ہے۔ یہ سب کچھ صرف اس لیے کیا گیا کہ کچھ لوگ دنیا بھر میں پراگندہ و منتشر تھے، ان کے ایک گروہ نے چاہا کہ ان کا بھی کوئی ٹھکانا ہو، چنانچہ ان کی نگاہ انتخاب فلسطین پر پڑی۔ اس انتخاب میں دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں نے ان کی پیٹھ ٹھونکی۔ اس طرح بدقسمتی سے یہ انتخاب ایک مصیبت بن کر آپ کے عرب بھائیوں کے سروں پر نازل ہوا۔ وہ اپنے ملک سے نکالے گئے اور کاسۂ گدائی لیے ہوئے مختلف

ممالک میں پناہ گزیں ہو گئے اور اب ان کی تمام تر کوششیں کسی نہ کسی طرح سررشتۂ حیات برقرار رکھنے پر مرکوز ہیں۔

فلسطین اپنی سرزمین میں تیسرے حرم کا امین ہے اور اس کے دامن میں مسلمانوں اور عربوں کی ہزارہا برس کی تاریخ ثبت ہے۔ ہم قومی اور نسلی تعصب میں مبتلا نہیں ہیں لیکن ہم یہ بھی برداشت نہیں کر سکتے کہ ہم کسی قوم یا گروہ کی خاطر بھینٹ چڑھ جائیں۔

یہ ہے آپ کا مسئلۂ فلسطین۔ یہ مسئلہ اب آپ کے ہاتھ میں ہے۔ ہم اسے آپ کے ضمیر کے حوالے کرتے ہیں تاکہ آپ اس مسئلے میں جو دنیا بھر میں ابتدائے آفرینش سے لے کر آج تک اپنی نظیر نہیں رکھتا، مسلمانوں اور عربوں کی توقعات پوری کر سکیں۔

حضرات! میں طولِ کلام کے لیے معذرت خواہ ہوں۔ مگر یہ موقع اور یہ وقت ایسا ہے کہ ہمیں اپنے تمام اہم مسائل کا پوری شرح و بسط کے ساتھ جائزہ لینا چاہیے۔ تاکہ ہمیں اپنی پوزیشن کا صحیح اندازہ ہو سکے۔ اور ہم اپنے مستقبل کے لیے تیار ہو سکیں۔ اور اپنا فرض ادا کر سکیں، سب سے پہلے وہ فرض جو من جانب اللہ ہم پر عائد ہوتا ہے۔ اس کے بعد وہ جو ہمارے ضمیر کی طرف سے ہم پر عائد ہوتا ہے، اور پھر وہ جو ملک اور قوم کی طرف سے عائد ہوتا ہے۔

برادرانِ کرام! آپ کو اللہ کی راہ میں عَلَمِ جہاد بلند کرنے کی دعوت دی جاتی ہے لیکن یہ بات خیال میں رکھیے کہ فقط بندوق اٹھانے یا تلوار کھینچنے کا نام جہاد نہیں ہے۔ بلکہ فی الحقیقت جہاد فی سبیل اللہ، اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت کے نظام بننے اور اس پر جم جانے کا نام ہے خواہ اس کی کتنی ہی قیمت کیوں نہ ادا کرنی پڑے اور خواہ اس راہ میں کیسی ہی مشکلات اور مصائب سے کیوں نہ دوچار ہونا پڑے۔

حضرات! مسلمانوں کا ہر ہر فرد اپنے اپنے دائرے میں اللہ کی رضا کی خاطر کام کرنے کا مکلف ہے۔ اس پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ تا بحد امکان کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ

(صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف دعوت دے اور اس کی راہ میں جدوجہد کرے۔ چنانچہ ہم آپ سے یہ امید رکھتے ہیں کہ آپ اپنی اس مؤتمر میں مسلمانوں کے تمام امور پر خواہ وہ دینی ہوں یا دنیاوی توجہ دیں گے اور ان گوشوں پر بھی اپنی توجہ مبذول کریں گے جہاں معترضین اسلام اور اسلامی شریعت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے مسلمانوں پر اعتراض کرتے ہیں۔

یہ تو تھا ان مسائل کا تذکرہ جن کا تعلق ہمارے دین اور عقیدے سے ہے۔ اب کچھ مسائل ایسے بھی ہیں جو اجتماعی، اقتصادی اور تنظیمی اہمیت کے مالک ہیں۔ آپ کو مل جل کر ان مسائل کا مطالعہ کرنا ہے اور کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ (صلوٰۃ اللہ وسلامہٗ علیہ) کے مطابق ان کا حل پیش کرنا ہے۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ ہم دنیا پر یہ ثابت کر سکیں کہ ہمارا دین ہی دینِ حق ہے، باطل کسی جانب سے بھی اس پر غالب نہیں آسکتا۔ اور اس لیے بھی کہ ہم اس دعوے کی تردید کر سکیں کہ اسلام اجتماعی، اقتصادی اور تعلیمی تنظیم کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

برادرانِ کرام! میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی بارگاہ سے امیدوار ہوں کہ وہ ہمیں اپنے فرائض کی بجا آوری کی توفیق عطا فرمائے۔ ہماری نیتوں اور عقائد کی اصلاح فرمائے، ہمیں اس راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے جو اس نے ہمارے لیے مقرر کر دیا ہے۔ اور ہمارے مستقبل کو ماضی سے زیادہ تابناک بنائے۔ اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔